آئینۂ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	آئینۂ مضامین	3
۲	توثیقِ ترجمہ	6
۳	ترجمۂ توثیق	7
۴	تقدیم	8
۵	نقشِ اوّل از قلم مترجم	9
۶	کشف الشبہات	13
۷	پہلی فصل	13
۸	رسولوں کی پہلی دعوت	13
۹	دوسری فصل	14
۱۰	مشرکین کا اقرارِ توحیدِ ربوبیّت	14
۱۱	تیسری فصل	17
۱۲	لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مطلب	17
۱۳	چوتھی فصل	18
۱۴	خوشی اور خوف	18
۱۵	پہلا فائدہ	19
۱۶	دوسرا فائدہ	19
۱۷	پانچویں فصل	20
۱۸	حکمتِ الٰہی	20
۱۹	چھٹی فصل	20
۲۰	فریضۂ تعلیم کتاب وسنّت	20
۲۱	ساتویں فصل	22
۲۲	تردیدِ باطل	22
۲۳	مجمل جواب	23
۲۴	فصّل جواب	25
۲۵	شبہ نمبر ① اور اس کا جواب	25
۲۶	شبہ نمبر ②	25
۲۷	جواب ②	26
۲۸	شبہ نمبر ③ اور اس کا جواب	28
۲۹	آٹھویں فصل	29
۳۰	دُعاء و پکار کا عبادت ہونا	29
۳۱	شبہ نمبر ④ اور اس کا جواب	29
۳۲	نویں فصل	30
۳۳	شفاعت	30
۳۴	شبہ نمبر ⑤ اور اس کا جواب	30
۳۵	شبہ نمبر ⑥	32
۳۶	جواب	32
۳۷	دسویں فصل	33
۳۸	بزرگوں کو پکارنا	33
۳۹	شبہ نمبر ⑦ اور جواب	33
۴۰	شبہ نمبر ⑧ اور اس کا جواب	35
۴۱	شبہ نمبر ⑨ اور اس کا جواب	36
۴۲	گیارہویں فصل	37
۴۳	مشرکین مکّہ اور موجودہ مشرکوں میں فرق	37
۴۴	اَوّلاً:	37
۴۵	ثانیاً:	39

نمبرشمار	مضمون	صفحہ
۴۶	نماز وروزہ اور مشرک وکافر	40
۴۷	شبہ نمبر ⑩ اور اسکا جواب	40
۴۸	شبہ نمبر 11 اور اسکا جواب	45
۴۹	لاعلمی میں شرک اور توبہ	46
۵۰	شبہ نمبر 12 اور اسکا جواب	46
۵۱	شبہ نمبر 13 اور اسکا جواب	47
۵۲	استغاثہ کی حقیقت	50
۵۳	شبہ نمبر 14	50
۵۴	جواب	51
۵۵	شبہ نمبر 15 اور اسکا جواب	52
۵۶	توحید	53
۵۷	ضمیمہ از مترجم	57
۵۸	محمد رّسولُ اللّٰہ کا مطلب	57
۵۹	لفظی ترجمہ اور اسکے تقاضے	57
۶۰	بدعت کا لغوی معنیٰ	60
۶۱	اصطلاحی وشرعی معنیٰ	60
۶۲	دربارِ رسالت ﷺ سے تنبیہہ	61
۶۳	ذکر کچھ بدعات کا	63
۶۴	مخصوص اندازِ ذکر	63

نمبرشمار	مضمون	صفحہ
۶۵	ظہرِ احتیاطی	65
۶۶	صلوٰۃ الرغائب	66
۶۷	میلادِ مروّجہ	67
۶۸	گیارہویں شریف	69
۶۹	مَرگ پر بدعات	71
۷۰	بے محل دُعا	71
۷۱	بے جا آذان	72
۷۲	فاتحہ خوانی کی مجلس	73
۷۳	قرآن خوانی کے حلقے	73
۷۴	اجتماعاتِ قُل، دسواں اور چہلم	74
۷۵	غلط فہمی	75
۷۶	اولاً:	75
۷۷	ثانیاً:	76
۷۸	ثالثاً:	76
۷۹	علماءِ احناف کے اقوال	77
۸۰	کتبِ حنفیہ سے	78
۸۱	مقابر پر بدعات	80
۸۲	قبروں کو پختہ کرنا اور اُن پر مجاور بن کر بیٹھنا	82

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۳	بارگاہِ رسالتﷺ کا فیصلہ	83	۹۷	نجد وحجاز: دعوت سے قبل	95
۸۴	خلیفۂ راشد کا عمل	84	۹۸	آغازِ دعوت	96
۸۵	حضرت ابو ہریرہؓ کی وصیت	85	۹۹	وفات	97
۸۶	آئمہ اربعہ کا فتویٰ	85	۱۰۰	امام شوکانی کا مرثیہ اور خراجِ تحسین	98
۸۷	پیر جیلانی کا ارشاد	87	۱۰۱	تلامذہ وتصانیف	99
۸۸	شاہ ولی اللہ دہلوی کا نظریہ	87	۱۰۲	عقیدہ	100
۸۹	ابن حجر مکّی کا قول	89	۱۰۳	اعتراضات والزامات	101
۹۰	ملاّ علی قاری کا عقیدہ	89	۱۰۴	جواب	101
۹۱	مکتبِ فقہ کی آراء	90	۱۰۵	علماء کا خراجِ تحسین	103
۹۲	مکروہ بمعنی حرام	92	۱۰۶	اغیار کی نظر میں	107
۹۳	شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی	94	۱۰۷	فہرستِ مطبوعات	110
۹۴	ولادت ونشأت	94	۱۰۸	آپ کے لئے خوشخبری !	111
۹۵	تعلیم وتربیّت	94	۱۰۹	زیرِ طبع کتابوں کی فہرست	112
۹۶	سفرِ حج وتعلیم	95			

خوشخبری

تمام برادرانِ اسلام کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مترجم کتاب کے ریڈیو اُمّ القیوین (U.A.E) اور سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ کے تمام پروگراموں کے آڈیو کیسٹس اور سیڈیز بھی دستیاب ہیں۔ برائے رابطہ:

(1) رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ، الخبر فون: 8829292ext2638 (2) مسعود سہیل، الجبیل فون: 03-3462702 (3) شاہد ستار sasattar63@yahoo.com

توثیقِ ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْم

المملكة العربية السعودية

رئاسة ادارات البحوث العلميه والافتاء والدعوة والارشاد

الرقم:.............
التاريخ:..........
المرفقات:......

الموضوع:.......................................

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

وبعد: فقد اطلعت علىٰ كتاب كَشف الشبهات المترجم بالأُردو. كتاب طيب ومفيد حيث انه يكشف الحقائق عن عقيدة الصّحيحة ويذب عنها مَا يشينها ويفسدهَا حيث ان كل عمل بدون اعتقاد صحيح فهو عمل باطل كما قال تعالىٰ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

فالمشرك عَمله مردود ولوعمل كل عمل كما قال سبهانهُ:

﴿وَقَدِ مْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْامِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَّآءً مَّنْثُوْراً﴾

وَارجو للمؤلّف دوام التوفيق والاجروالثواب علىٰ عملهٖ، وصَلى اللّٰه علىٰ محمّد وعلىٰ اٰلِهٖ وَصحبه اجمعين.

عمر بن عبدالعزيز العثمان

مدير مركز الدّعوة الاسلاميه وَالارشاد بدبئ

ص ب ٥١٥٢

ترجمۂ توثیق

حمد وثناء باری تعالیٰ اور صلوٰۃ وسلام بر نبیٔ خیر الانام اور آل وصحابہ کرام کے بعد:
میں نے کشف الشبہات کے اردو ترجمہ کا مطالعہ کیا تو اسے بہت عمدہ اور مفید پایا کیونکہ یہ کتاب عقیدہ صحیحہ کے حقائق کا انکشاف کرتی ہے اور اس عقیدے کو خراب کرنے والے امور سے اسکا دفاع کرتی ہے، جبکہ کوئی بھی عمل جو صحیح عقیدہ کی بنیاد پر نہ کیا گیا ہو وہ عمل باطل وبیکار ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ (النسآء:۴۸)

''بیشک اللہ اِس گناہ کونہیں بخشے گا کہ کسی کو اُسکا شریک بنایا جائے اور اِسکے سوا دوسرے گناہ جس کو چاہے بخش دے۔''

غرض مشرک کا عمل مردود و نامقبول ہوتا ہے اگرچہ وہ کتنے ہی عمل کیوں نہ کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقَدِمْنَا اِلیٰ مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْراً﴾

(الفرقان:۲۳)

''اورانہوں نے جو عمل کیئے ہونگے ہم ان کی طرف متوجہ ہونگے تو انکو اڑتی خاک کردیں گے۔''

اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے والے مترجم کے لیئے اللہ سے دعاء ہے کہ وہ اسے دائمی توفیقِ خیر سے نوازے اور اس کے اس عمل پر اسے اجر وثواب عطا فرمائے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

عمر بن عبدالعزیز العثمان، مدیر مرکز الدّعوۃ الاسلامیہ وَالارشاد، دبئ (متحدہ عرب امارات)

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلَامٌ عَلیٰ عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفیٰ،اَمَّا بَعْدُ:

آج کل لوگ عقیدۂ صافیہ **توحید** کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔مشرکین نے شکوک وشبہات کا جال پھیلا رکھا ہے اور اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ افراد اس دامِ ہمرنگِ زمین میں شاداں وفرحاں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کی رہنمائی کے لیۓ تحریک احیائے دین میں امام ابن تیمیہؒ کے خلف صدق اور سرگرم وصحیح جانشین شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی رحمہٗ اللہ نے کئی کتابیں لکھی ہیں جن کا موضوع اور مرکزی نقطہ،توحید کی تعلیم' اس کی دعوت اور اس پر کیۓ گئے شبہات کا ازالہ ہے۔

کشف الشبہات اپنے موضوع پر مختصر ترین مگر نہایت مفید کتاب ہے۔جس کا ترجمہ ہمارے برادرِمکرّم جناب محمد منیر صاحب قمر سیالکوٹی نے کیا ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔فاضل مترجم نے کتاب کو بڑی آسان فہم' سلیس اور رواں دواں اُردو زبان میں منتقل کر کے ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے۔موصوف نے آخر میں صاحبِ کتاب کے حسین نامۂ اعمال کی بعض جھلکیاں،متن میں ذیلی عنوانات اور ضمیمہ میں محمّدٌ رَّسولُ اللّٰہ کا مطلب اور ذکر وردِّ بدعات کا اضافہ کر کے کتاب کی اہمیت وافادیت کو دوبالا کر دیا ہے۔

فَجَزَاہُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ وَزَادَہٗ فِی خِدْمَۃِ الدِّیْنِ.

کَتَبَہٗ

حافظ مقبول احمد[1]

۷/۸/۱۴۰۰ھ

[1] موصوف مرکز الدعوۃ والارشاد دبئی کے مبلغ اور شارجہ میں مقیم تھے اور ۱۴۱۵ھ میں وفات پا گئے۔ رَحِمَہٗ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَاسِعَۃً (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ اَوّل

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ،وَ نَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَا لِنَا، مَنْ یَّھْدِہٖ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ،وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَ اَشْھَدُ أَ نَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔اَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے پہلا رُکن شَھَادَۃُ اَنْ **لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَنَّ مُـحَـمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہِ** یعنی اقرارِ توحید ورسالت ہے۔اور یہ توحید سارے نظامِ شریعت کی اساس اورمحور ہے۔یہی دین اور یہی ایمان ہے' مؤمن کا انمول سرمایہ ہے' اسی پر اعمال کی صحت کا دار و مدار اور اسی پر نجاتِ اُخروی کا انحصار ہے۔لیکن یہ نظریہ عام سُننے میں آتا ہے کہ:

''ہم محمد رّسول اللہ ﷺ کے اُمّتی ہیں' آپ ﷺ شافع محشر ہیں۔اور آپ ﷺ کی شفاعت اگر ہم گناہگاروں کو نہ بخشائے گی تو پھر وہ کن کے لیئے ہوگی؟''

اس طرح جنہوں نے نماز روزہ وغیرہ کبھی ''چکھ'' کر بھی نہیں دیکھا وہ بھی اپنے آپ کو گویا بخشے بخشائے چلتے پھرتے بہشتی تصوّر کر لیتے ہیں۔

جو دوست چار لفظ جانتے ہیں،انہیں حدیثِ رسول ﷺ **مَـنْ کَـانَ آخِـرُ کَلَامِـہٖ لَآ اِلٰـہَ اِلَّااللّٰـہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ** یا اس کا مفہوم بڑا مستحضر اور ازبر ہے کہ ''مرتے وقت جس کی زبان سے کلمہ جاری ہوگیا وہ جنّت میں جائے گا۔'' اور اِذَا کَـانَ لَا یُشْـرِکُ بِـاللّٰہِ ''اگر وہ مشرک نہ ہو'' کی شرط اور قرآن کی آیت: **اِنَّ الـلّٰـہَ لَایَغْفِرُ اَنْ**

یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ٥ ''بلا شبہ اللہ مشرک کو معاف نہیں کریگا اور اسکے علاوہ وہ جسے چاہے معاف کردے۔''

سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہر کلمہ گو مسلمان کا خاتمہ بالکلمہ لازم وملزم اور اس کی نجات ''دو اور دو چار'' کی طرح حتمی سمجھ لی گئی ہے' اِس خوش فہمی میں یار لوگ کتاب وسنّت کو پسِ پشت ڈالے' کارِ جہاں کی لگن میں مگن ہیں۔ نتیجہ یہ کہ پوری قوم عملی جمود کا شکار ہے اور شاعرِ مشرق علاّمہ اقبال کی دعوتِ فکر بھی صدا بصحرا کہ ؎

زبان سے کہہ بھی دیا لَا اِلٰہَ تو کیا حاصل　　دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

رہ سہہ کر تھوڑے سے لوگ میدانِ عمل میں نظر آتے ہیں۔ ان کو قریب ہو کر دیکھیں تو وہ بے تاج بادشاہ نکلیں گے۔ امورِ دین میں اپنی من مانی کرتے ہیں۔ عمل کی صحت وعلّت کا پتہ کرنے کے لیئے قرآن یا حدیث کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک اگر کوئی ماخذ قابلِ قبول ہے تو وہ جاہل پیروں اور گمراہ کُن صوفیاء کا ٹولہ ہے جو مالا کے منکے گرائے جاتے ہیں اور کتابِ الٰہی وسنّتِ رسول ﷺ کی بجائے ''بزرگوں نے فرمایا'' یا ''حضرت صاحب نے فرمایا'' کے حوالے سے فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔

ناخواندہ، اَن پڑھ اور سادہ دل لوگ عالم وجاہل اور مرشد ومفسد میں فرق کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ کسی کے چہرے پہ داڑھی ہونا اس کے کسی جامعہ سے فاضل ہونے کی علامت اور سندِ فضیلت سمجھ لی جاتی ہے بلکہ اَب تو یہ شہادت بھی ضروری نہیں رہی کیونکہ ہمارے ہاں آج کل عجیب سی وضع قطع اور شکل وشباہت کے ''کلین شیو بزرگ'' بھی رواج پا گئے ہیں اور روز افزوں ترقی پذیر ہیں۔ جو صرف شکلاً ہی نہیں عملاً بھی مسلمانوں جیسے نہیں لگتے مگر ہم ہیں کہ انھیں پیر ومرشد بنائے اُن سے دم جھاڑ اور تعویذ دھاگے کی شکل میں ''فیض'' پاتے، اُن کے ہاتھ پاؤں چُومتے، گھٹنے چھوتے اور ٹانگیں دباتے نہیں تھکتے۔

اے میرے مسلمان بھائی!

دُنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر   لباسِ خضر میں یہاں رہزن بھی پھرتے ہیں

جنھوں نے ''فیض رسانی'' کی بڑی بڑی دکانیں خوب چمکا رکھی ہیں اور لوگوں کو بھول بھلیّوں میں پھنسا کر ان کے مال و جان اور دین و ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔

اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ

زیرِ نظر کتاب میں شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ نے بڑے آسان فہم انداز میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا مفہوم و مطلب' اس کے تقاضے اور کلمہ کے منافی غیر شرعی اور مشرکانہ اُمور کے متعلّق بعض برخود غلط افراد کے اچھالے ہوئے اعتراضات وشبہات کا شافی و کافی جواب دیا ہے، جبکہ افادہ عام کیلئے ضمیمہ وتتمہ کے طور پر مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے مفہوم و مطلب کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔تا کہ پورے معروف ''کلمۂ طیّبہ'' کے معانی ومطالب جاننے میں تشنگی نہ رہے اور یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہونے کی صورت کیا ہے؟ اور پیغمبر علیہ الصلوٰة و السلام کی شفاعت کس عقیدہ اور کن اعمال والے لوگوں کا مقدّر رہے؟

یہیں اس بات کی وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ہم نے ''کشف الشبہات'' کے کئی ایڈیشن اپنے سامنے رکھ کر کامل ترین متن کا ترجمہ کیا ہے' خصوصاً شیخ علی محمد الصالحی کی تحقیقات وتعلیقات کے ساتھ شائع شدہ ایڈیشن سے کافی اضافے اخذ کر کے انکا ترجمہ بھی اس میں شامل کر دیا ہے اور یہ وہ اضافے ہیں جو اصل عربی کتاب کے دوسرے کئی ایڈیشنوں سے ساقط ہوگئے تھے۔

قارئینِ کرام! اگر مذہبی تعصّب سے بالاتر ہوکر وُسعتِ ظرفی سے مطالعہ کیا جائے' تلخ حقائق کا خندہ پیشانی سے سامنا کرتے ہوئے انھیں تسلیم کیا جائے اور لکیر کی فقیری چھوڑ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا بھی آتا ہو تو ''عقیدۂ توحید'' کے موضوع پر یہ کتاب

''درقامت کہتر بقیمت بہتر'' کی صحیح مصداق ہے۔اور اگر دَورانِ مُطالعہ تعصّب وفرقہ بندی غالب رہے، تنگ نظری اور حقائق سے فرار کی خُو بھی نہ چھوٹے تو صاحبو! کتاب چاہے کتنی بھی ضخیم، مدلّل اور ثقہ کیوں نہ ہو، مطالعہ بے سُود جاتا ہے۔

اصل کتاب کوثر وتسنیم میں ڈھلی، شستہ وسلیس اور آبشار کی طرح رَواں دَواں عربی زبان میں ہے، جس کے متن میں ذیلی عنوانات اور آیات واحادیث کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰه کے مفہوم ومطلب کے علاوہ کتاب کے آخر میں مؤلّف ؒ کی سوانح حیات، متن کے ترجمہ میں ذیلی عنوانات اور قرآنی آیات واحادیثِ نبویہ (ﷺ) کے حوالہ جات لکھ دیئے ہیں تاکہ پڑھنے، سمجھنے اور تحقیق کرنے میں آسانی رہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

اس کتاب کی طباعت واشاعت میں جن احباب نے دامے درمے قدمے سخنے، کسی طرح بھی تعاون کیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ان کے اور مؤلّف ومترجم کے اس عمل کو دنیا وآخرت میں شرف قبول سے نوازے اور جزائے دارین عطا فرمائے۔آمین

والسلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته' [۲]

ابوسلمان محمد منیر قمر نواب الدین
(سابق ترجمان، ام القیوین شرعی کورٹ)
ترجمان سپریم کورٹ، الخبر وداعیہ متعاون
مراکزِ دعوت وارشاد، الدمام، الخبر،
الظہران (سعودی عرب)

۲۷/رجب ۱۴۰۰ھ
۱۰/جون ۱۹۸۰ء

---

۲ یہ مقدمۂ طبع اول ہی ہے جسے معمولی ترمیم واضافہ کے ساتھ اس طبع میں بھی شائع کیا جارہا ہے۔(مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحیدِ باری تعالیٰ سے متعلقہ شکوک وشبہات کا ازالہ، اردو ترجمہ کتاب

کَشْفُ الشُّبُهَات

(پہلی فصل)

رسولوں کی پہلی دعوت: توحیدِ الوہیّت وعبادت کی تعلیم

قارئینِ کرام! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ہر قسم کی عبادت کے لیئے منفرد اور یکہ وتنہا تسلیم کرنے کا نام ''توحید'' ہے اور یہی اُن تمام رسولوں کا دین ہے جنہیں اللہ نے اس دعوت کے لیئے اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔ ان میں سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں، جنہیں اللہ نے اس وقت مبعوث فرمایا جب ان کی قوم ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر جیسے صالحین کے احترام وعقیدت میں غلو کا شکار ہوگئی۔ [۳]

اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں جنھوں نے اُن صالحین کے بتوں کو توڑا۔ آپ ﷺ کو اللہ نے ایسے لوگوں کا رسول بنایا جو عبادت کرتے، حج کرتے، صدقہ وخیرات کرتے اور اللہ کا بہت ذکر کیا کرتے تھے، لیکن مخلوقاتِ الٰہیہ میں سے بعض کو مثلاً فرشتوں، عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور دیگر نیک لوگوں کو وہ اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ مقرر کر لیتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کے ذریعہ تقرّبِ الٰہی چاہتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں ان کی سفارش کے خواہاں ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث

[۳] تاریخ شاہد ہے کہ ان لوگوں نے صالحین کی قبروں پر گوناں گوں شرک، قبروں کا طواف، اہلِ قبور سے مرادیں مانگنا اور شیطان کی چالوں پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ (قمر)

فرمایا تا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے لیئے اُن کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین کی تجدید کریں اوران کوخبردار کریں کہ یہ تقرّب اورعقیدت تو صرف اورصرف اللہ کا حق ہے۔ یہ کسی مقرّب فرشتے کے لیئے رَوا ہے نہ کسی برگزیدہ نبی کے لیئے زیبا، چہ جائیکہ کسی دوسرے کے لیئے ہو۔ورنہ یہ تو پہلے مشرکین بھی مانتے تھے کہ اللہ جلّ شانہٗ بلا شرکتِ غیرے خالقِ کائنات ہے' اُس کے سوا کوئی رازق نہیں' اس کے علاوہ کوئی پیدا کرنے والا نہیں اور نہ ہی کوئی مارنے والا ہے۔ اُس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور یہ ارض وسماء اور جو کچھ اِن میں ہے، سب اس کے غلام اوراس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

(دوسری فصل)

مشرکین کا اقرارِ توحیدِ ربوبیّت:

اگر آپ کواس کا ثبوت درکار ہو کہ جن مشرکین کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے قتال وجہاد کیا وہ توحیدِ ربوبیّت کے قائل تھے تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ مُبارک پر غور فرمائیں:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَالْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ o﴾ (سورة يونس: ۳۱)

'' ان سے پوچھیں کہ ارض وسماء سے پیدا کرکے رزق کون دیتا ہے؟ شنوائی اور بینائی کس کی ملکیت ہیں؟ عدم سے ہستی اور ہستی سے عدم میں کون لاتا ہے؟ (یعنی موت وحیات کون دیتا ہے؟) اور کارساز کون ہے؟ تو وہ سب یہی کہیں گے کہ اللہ ہے۔ان سے کہیں: کیا تم اُس سے نہیں ڈرتے؟

اورفرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ o قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ o سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ o قُلْ مَنْ م بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ﴾ (سورة المؤمنون: ۸۴۔۸۹)

''اُن سے پوچھیں کہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کے ہیں؟ اگر آپ جانتے ہیں (تو بتاؤ)۔ وہ کہیں گے اللہ کے، انہیں کہیں: تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ ان سے پوچھیں کہ ان ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا رب کون ہے؟ وہ کہیں گے: اللہ ہے، تو ان سے کہیں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ ان سے پوچھیں کہ ہر چیز کی بادشاہی کس کے ہاتھ میں ہے، جو پناہ دیتا ہے مگر اسکے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ؟ وہ کہیں گے کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ اُنھیں کہیئے کہ پھر تم کدھر سے سحر زدہ کیئے جاتے ہو۔''

اور ان کے علاوہ ایسی ہی دیگر آیات ان کو بطورِ ثبوت سُنائیں۔

جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ مشرکین توحیدِ ربوبیّت کا اقرار کرتے تھے مگر ان کا اقرارِ ربوبیّت اُنھیں اس توحید میں داخل نہ کر سکا جس کی دعوت رسولُ اللہ ﷺ نے دی۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ وہ توحید جس کا انھوں نے انکار کیا ''توحیدِ عبادت'' تھی، جسے ہمارے زمانہ کے مشرکین ''عقیدت'' کا نام دیتے ہیں۔ گویا وہ بزرگ و برتر اللہ کو تو شب و روز پکارتے تھے مگر ان میں سے بعض لوگ فرشتوں کو ان کی صلاحیت و صالحیّت اور مقرّبینِ الٰہی ہونے کی وجہ سے پکارتے، تاکہ وہ ان کی شفاعت و سفارش کریں، یا کسی نیک آدمی جیسے لات یا کسی نبی مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے تھے۔ اور آپ یہ بات بھی سمجھ گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ اسی شرک کی وجہ سے جہاد کیا اور

انہیں اللہ کی مخلصانہ عبادت کی دعوت دی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾

(سورۃ الجنّ:۱۸)

''اور بیشک مساجد اللہ کیلئے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت پکارو۔''

اور فرمانِ الٰہی ہے:

﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ (سورۃ الرعد:۱۴)

''حقیقی دعوت وپکار اُسی کے لیئے ہے اور جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ اُنہیں کوئی جواب نہیں دیتے۔''

اس طرح یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نبی کریم  نے ان کے ساتھ جہاد کیا تاکہ دُعاء وپکار' نذر ونیاز' ذبح وقربانی' استغاثہ واستعانت اور عبادت کی دیگر تمام قسمیں محض اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیئے خاص ہو جائیں۔

اور جب آپ کو اس بات کا علم بھی ہوگیا کہ ان کے صرف توحیدِ ربوبیّت کے اقرار نے انہیں اسلام میں داخل نہ کیا اور بلا شبہ ملائکہ، اَنبیاء واولیاء کی شفاعت اور تقرّب الٰہی کی خاطر ان کی طرف قصد کرنا ہی وہ گناہ تھا کہ جس نے ان کے جان ومال (بطورِ غنیمت مسلمانوں کیلئے) حلال کردیئے، تب آپ کو اُس توحید کا علم ہوگیا جس کی طرف رسولوں علیہم السلام نے دعوت دی اور جس کے ماننے سے مُشرکین نے انکار کردیا۔

❀ ❀ ❀

(تیسری فصل)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کا مطلب

یہ توحیدِ عبادت (یا توحیدِ الوہیت) ہی ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا معنیٰ مقصود اور مطلوب ہے۔ مشرکینِ مکّہ کی نظر میں بلا تردّد ''الٰـــــــــہ'' وہی تھا جس کی طرف ان امور (دُعاء۔ نذر۔ ذبح۔ استغاثہ) کے لیئے قصد کیا جائے چاہے وہ فرشتہ ہو، نبی ہو یا ولی، درخت ہو، قبر ہو یا جن بھوت۔ مشرک یہ تو نہ مانتے تھے کہ الٰـــــہ وہ ہے جو پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے اور کارساز ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ صفات تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں جیسا کہ سابقہ سطور میں ان کا اقرار پیش کیا گیا ہے۔ دراصل اِلٰـہ سے ان کی یہی مراد ہوتی تھی جو کہ ہمارے زمانے کے مشرکین کی ''پیر و مرشد'' سے ہوتی ہے' نبی ﷺ انھیں کلمۂ توحید لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کی طرف دعوت دینے کے لیئے آئے اور اس کلمہ سے اس کا اصل معنیٰ مقصود و مطلوب تھا' نہ کہ صرف اس کی عبارت والفاظ۔ اور وہ جاہل کفار جانتے تھے کہ اس کلمہ سے نبی کریم ﷺ کا مقصد صرف ایک اللہ سے تعلق پیدا کرنا، اللہ کے مقابل تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کرنا اور ان کی عبادت سے بریٔ الذّمہ ہونا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے جب انھیں فرمایا کہ کہو:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه))

''اللہ کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

تو انھوں نے جواب دیا:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾

(سورة صٓ:۵)

''کیااس نے تمام بتوں کی بجائے ایک معبود مقرر کردیا ہے؟
یہ تو تعجّب انگیز بات ہے۔''

جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ وہ جاہل کفّار یہ سب باتیں صحیح طور پر جانتے تھے۔تو کس قدر تعجّب ہے اُس شخص پر جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کلمہ کا مفہوم ومطلب نہیں جانتا جسے گنوار کافر بھی جانتے تھے۔یہ کلمہ کے مطلوب ومقصود اور معانی کے ساتھ دلی اعتقاد وعمل کی بجائے صرف اس کے الفاظ کی رٹ لگاتے جانے کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھا ہے، جبکہ ان کفار میں سے ہر صاحبِ عقل اس کا مفہوم سمجھتا تھا کہ اللہ کے سوا نہ کوئی پیدا کرتا ہے، نہ رزق دیتا ہے اور نہ ہی کوئی کارساز ہے۔ایسے آدمی میں خیر و بھلائی کا شائبہ تک نہیں جس سے ناخواندہ کفار بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا معنیٰ بہتر طور پر سمجھتے تھے۔

(چوتھی فصل)

نعمتِ توحید پر خوشی اور اسکے سلب ہو جانے کا خوف

جس وقت آپ کو میری ذکر کردہ بات کا قلبی عرفان حاصل ہوگیا، اور اُس شرک باللہ کا پتہ چل گیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ (سورة النسآء:۴۸)

''بیشک اللہ یہ معاف نہ کرے گا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اُس کے علاوہ وہ جسے چاہے بخش دے گا۔''

اور آپ اللہ کے اُس دین کو پہچان گئے جو اول تا آخر تمام رسولوں کا دین رہا اور جس کے ماسوا کو اللہ قبول نہیں کرے گا، اور جب اس دین سے جہالت کے سبب اکثر

لوگوں کی ابتر حالت آپ نے دیکھ لی تو اس سے آپ کو دو فائدے حاصل ہونگے:

پہلا فائدہ:

اسکا پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (عقیدۂ توحید کے اپنانے) پر خوشی حاصل ہوگی، جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَلْيَفْرَحُوْاهُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۝﴾

(سورة یونس:۵۷)

''کہہ دیجیئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت پر خوش ہو جائیں۔ یہ ان کی جمع پونجی سے بدرجہا بہتر ہے۔''

دوسرا فائدہ:

اسکا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ کفر وشرک کے ارتکاب کا بہت زیادہ خوف دل میں بیٹھ جائے گا۔ بلا شبہ جب آپ کو علم ہوگیا کہ انسان اپنی زبان سے نکلی ہوئی کسی بات سے کافر ہو جاتا ہے، اگر چہ وہ نا دانستہ طور پر وہ بات کرتا ہے۔لیکن اس کا عذرِ نادانستگی رائیگاں جائیگا۔ایسی بات کرتے ہوئے وہ اس خام خیالی میں مبتلا ہوتا ہے کہ یہ اُسے اللہ کا مقرّب بنادے گی جیسا کہ کفار کرتے تھے۔ بالخصوص اگر اللہ آپ کو وہ واقعہ ذہن نشین کرادے جو قومِ موسیٰ علیہ السلام کے علم وصلاحیت اور نیکی کے باوجود ان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ یہ کہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے:

﴿اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (سورة الاعراف:۱۳۸)

''ہمارے لیئے بھی ان مشرکین کے بتوں کی طرح ایک مجسّم معبود مقرر کردیں۔''

انکا یہ واقعہ آپ میں ایسے انجام تک پہنچانے والے کفر وشرک کے ارتکاب کے خوف اور اس انجام سے بچانے والی توحید کی حفاظت کے جذبے کو بہت زیادہ کردے گا۔

(پانچویں فصل)

حکمتِ الٰہی

یہاں اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ بلاشُبہ یہ بھی حکمتِ الٰہی ہے کہ اس نے اِس توحیدِ الوہیّت کا داعی کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کے بہت سے دشمن نہ بنائے ہوں، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّاشَیَاطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًاo﴾ (سورۃ الانعام:۱۱۲)

''اوراسی طرح ہم نے، نبی کے لیئے جنّوں اورانسانوں سے شیطان صفت دشمن بنائے جوایک دوسرے کے دل میں، دھوکہ وفریب کاری کے لیئے، ملمّع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے تھے۔''

اورتوحید کے دشمنوں کے پاس بہت زیادہ علوم' کتابیں اور دلائل و براہین بھی ہوسکتے ہیں جیسا کہ ارشادِربّانی ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنَاتِ فَرِحُوْابِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِo﴾

(سورۃ الغافر:۸۲)

''غرض جب اُن کے پیغمبران کے پاس کھلی دلیلیں لے کرآئے تو وہ لوگ اپنے اُس علم پر بڑے نازاں ہوئے جواُن کو حاصل تھا۔''

(چھٹی فصل)

فریضۂ تعلیمِ کتاب وسنّت

جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا بلکہ یقین آگیا کہ اللہ کے دین (صراطِ مستقیم) پر چلنے

کے لیئے، اس راہ پر بیٹھے ہوئے فصیح اللّسان اور اہلِ علم ودلائل، دشمنانِ دین سے سامنا حتمی وناگزیر ہے، تو آپ کا فرض ہے کہ تعلیماتِ دینیّہ سے مسلح ہوجائیں تا کہ اُن شیاطین کا دنداں شکن مقابلہ کرسکیں جن کے قائد اور سرغنے ابلیسِ لعین نے ربِّ ذوالجلال سے کہا تھا:

﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَo ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَo﴾ (سورة الاعراف:۱۶۔۱۷)

''میں (انھیں گمراہ کرنے کے لیئے) تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر اُن کے پاس ان کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں طرف سے اور بائیں جانب سے آؤں گا اور تو ان میں سے اکثریت کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔''

لیکن جب آپ نے اللہ کی طرف رجوع کرلیا' اس کے دلائل و براہین کی طرف متوجہ ہوگئے تو پھر کوئی خوف وخطرہ اور فکر وغم نہ کریں کیونکہ قرآن وحدیث کے سامنے حسبِ ارشادِ الٰہی:

﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًاo﴾ (سورة النسآء:۷۶)

''شیطان کی چالیں بڑی کمزور و بے بُنیاد ہوتی ہیں۔''

اہلِ توحید میں سے صرف ایک آدمی بھی ان مشرکین کے ہزاروں اہلِ علم پر غالب آجائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ﴾ (سورة الصّٰفّٰت:۱۷۳)

''یقیناً ہمارے (مخلص بندوں کے) لشکر ہی اُن پر غالب ہیں۔''

بلاشبہ اللہ کے بندے جس طرح دلیل وزباں سے ان پر فائق ہوتے ہیں اُسی

طرح ہی شمشیر وسناں سے بھی غالب رہتے ہیں۔اور خطرہ صرف اس موحّد کے لیئے ہے جو راہِ توحید پرتو چلے مگر علم کے اسلحہ سے نہتہ اور تہی دامن ہو۔ہم پرتو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرما کر بہت بڑا احسان کیا ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً وَّبُشۡرٰى لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ۝﴾

(سورة النحل: ۸۹)

''اِس میں ہر بات کی وضاحت ہے۔اور مسلمانوں کے لیئے ذریعۂ ہدایت اور باعثِ رحمت وبشارت ہے۔''

اہلِ باطل کوئی بھی دلیل وحجّت پیش کریں۔قرآنِ پاک میں اس کے توڑ اور بُطلان کا سامان موجود ہے۔چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا يَاۡتُوۡنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ وَاَحۡسَنَ تَفۡسِيۡرًا۝﴾

(سورة الفرقان: ۳۳)

''وہ کوئی بات بھی لائیں ہم آپ کوحق بات پہنچادیتے ہیں اور بہت اچھا کھول کر بیان کردیتے ہیں۔''

(ساتویں فصل)

تردیدِ باطِل

اب ہم آپ کے سامنے کتابِ الٰہی کے وہ مقامات ذکر کیئے دیتے ہیں جوموجودہ مشرکین کی اُن باتوں کا جواب ہیں جوانھوں نے اپنے لئے دلیل وحجّت قرار دے رکھی ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ اہلِ باطل کا جواب دوطرح سے ہے:

۱۔مجمل

۲۔مفصّل

ا۔ مجمل جواب:

کسی بھی صاحبِ عقل ودانش شخص کے لیئے بہت بلند پایہ اور انتہائی مفید بات اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَایَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ﴾

(سورۃ آل عمران:۷)

''وہی ہے جس نے آپ (ﷺ) پر کتاب نازل فرمائی۔ اس کی بعض آیات ظاہر المعنیٰ ہیں جو کتاب کی جڑ اور اصل ہیں۔ اور بعض آیات متشابہ اور ذو معنیٰ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں میل اور کجی ہے وہ فتنہ پردازی اور عقلی تاویلات کے لیئے ان متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ انکی تاویل (مرادِ اصلی) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

اور رسول اللہ ﷺ ایک صحیح حدیث میں فرماتے ہیں:

((اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ سَمَّی اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ)) **(بخاری، مسلم، ابو داؤد)**

''جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کی پیروی کرتے ہوں تو اُن سے بچو کیونکہ انہی لوگوں کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔''

اس کی مثال اِس طرح ہے کہ جب کوئی مشرک آپ سے کہے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾

''سن لو کہ جو اللہ کے دوست ہیں، انھیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ

غمناک ہونگے۔''

[اِنَّ الشَّفَاعَةَ حَقٌّ وَ اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَهُمْ جَاهٌ عِنْدَاللّٰهِ]

''بلاشبہ شفاعت حق ہے اور بیشک اللہ کے ہاں انبیاء کی خاص قدر ومنزلت ہے۔''

یا وہ نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث اپنے باطل نظریات کے جواز کے لیئے پیش کرے اور آپ اس کی ذکر کردہ بات کا معنیٰ ومطلب نہیں سمجھتے' تو اُسے اس طرح جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن پاک میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو کج فہم وکج رَو ہیں اور مُحکم آیات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور میں نے اللہ کا جو فرمان ذکر کیا ہے اسے وہ بھی بتائیں کہ مشرکینِ مکّہ توحیدِ ربوبیّت کے قائل تھے مگر ان کا کفر ملائکہ وانبیاء اور اولیاء سے غلط وبے جا تعلق کی وجہ سے تھا۔ اور یہ بھی بتائیں کہ وہ کہتے تھے:

﴿هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَاللّٰهِ﴾

''یہ تو اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

یہ بات قطعی اور واضح ہے جس کا معنیٰ بدلنے کی کسی میں جرأت نہیں۔

اور اُس مشرک سے کہیں کہ تو نے قرآنِ پاک اور حدیثِ رسول ﷺ سے جو کچھ ذکر کیا ہے، میں تو اس کا مطلب نہیں سمجھتا مگر یہ قطعی بات ہے کہ اللہ کے کلام میں تضاد یا تناقص نہیں ہے، اور نہ ہی حدیثِ رسول ﷺ کلام اللہ کی مخالف ہوتی ہے۔ یہ بڑا عمدہ' صحیح اور مُسکِت جواب ہے۔ آپ اِسے معمولی نہ سمجھیں۔ لیکن اِسے سمجھ وہی سکتا ہے جسے توفیقِ الٰہی اور تائیدِ باری تعالیٰ حاصل ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ٥﴾

(سورة حمٓ السجده: ٣٥)

''نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر اُن لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں اور نہیں

سیکھ سکتا اسے مگر جو بڑے نصیب والا ہے۔''

۲۔مفصّل جواب:

اللہ کے دشمنوں کو دینِ انبیاء ورسل علیہم السلام پر بہت سے اعتراضات اور شکوک وشبہات ہیں جن کی بدولت وہ لوگوں کواس سے ورغلاتے اورروکتے ہیں۔

شُبہہ نمبر ۱:

ان کا کہنا ہے:

''ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ گواہی دیتے ہیں کہ اس اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے علاوہ نہ کوئی پیدا کرتا ہے، نہ رزق دیتا ہے' نہ کوئی نفع دے سکتا ہے' اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتا ہے۔حتّی کہ حضرت محمد رّسول اللہ ﷺ بھی اپنی ذات کونفع ونقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے، چہ جائیکہ پیرعبدالقادر جیلانیؒ یا کوئی دوسرا ہو،لیکن میں گنہگار ہوں، جبکہ اولیاء وصالحین کو اللہ کے ہاں بڑا مقام حاصل ہے، لہٰذا میں ان کے ذریعہ (واسطہ) سے اللہ سے مانگتا ہوں۔''

جواب:

آپ اسے مذکورۃ الصدر جواب دیں کہ جن مشرکین کے ساتھ رسولُ اللہ ﷺ نے جہاد کیا، وہ بھی اس بات کے اقراری تھے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔وہ بھی مانتے تھے کہ ان کے یہ بُت کوئی کام نہیں سنوارتے ،انھیں تو ان کی جاہ وحشمت والی سفارش چاہیئے تھی۔اوراس کے متعلق کتاب اللہ کی آیات پڑھ کرمسئلہ کی وضاحت کردیں۔

شُبہہ نمبر۲:

''اگر وہ کہے کہ یہ آیات تو ان لوگوں کے بارے میں اتری ہیں جو بتوں کو پوجتے تھے۔اولیاء اللہ اور بزرگوں کو آپ بُت کس طرح بنارہے ہیں یا اَنبیاء کوصنم کیسے کہہ سکتے ہیں؟''

جواب:

اسے سابقہ جواب دیں اور جب وہ اقرار کرلے کہ کفّار بھی اللہ تعالیٰ کی ربوبیّت کے قائل تھے اور جن بتوں کی طرف متوجہ رہتے تھے، ان کی صِرف سفارش چاہتے تھے۔ اگر یہ اپنے اور ان کفّار کے فعل میں فرق پوچھنا چاہے تو اسے بتائیں کہ بعض کافر تو بتوں کو پُکارتے تھے اور ان میں سے بعض تو ایسے بھی تھے جو اولیاء کرام کو پکارتے تھے جن کے متعلّق فرمان الٰہی ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْ عُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُo﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:۵۷)

''یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں اور اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ان میں سے بہت نزدیک کون ہے؟''

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کو پکارتے تھے۔ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿مَا الْـمَسِیْـحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّه' صِـدِّ یْـقَةٌ کَـانَـا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَھُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَo قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُم ضَرًّا وَّلَا نَفْعاًوَاللّٰهُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُo﴾ (سورۃ المائدہ:۷۵۔۷۶)

''نہیں مسیح ابن مریم مگر پیغمبر، اِن سے پہلے بہت سے پیغمبر گزرے ہیں اُن کی ماں صدّیقہ (ولیّہ) تھیں، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھ ہم اُن لوگوں کے لیئے نشانیاں کیسے بیان کرتے ہیں، پھر دیکھ کہ یہ کہاں سے پلٹائے جاتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ کیا تم سوائے اللہ کے ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتیں اور اللہ ہی سُننے والا اور جاننے والا ہے۔''

اور اسے اللہ کا یہ ارشاد بھی سُنائیں:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰئِكَةِ، هٰؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ o قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُوْنَo﴾ (سورة سبا: ۴۰۔۴۱)

''اور جس دن (اللہ) ان سب کو اکٹھا کریگا پھر فرشتوں کو کہے گا کہ یہ تمہاری عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے: تو پاک ہے، تو ہی ہمارا کارساز ہے، اِن کی بجائے، بلکہ یہ جنّوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کی اکثریت جنّوں پر ایمان رکھتی تھی۔''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِo﴾ (سورة المائده: ۱۱۶)

''اور جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ اپنا معبود بناؤ؟ عیسیٰ کہیں گے: اے پاک پروردگار! مجھے وہ بات کہنے کی کیا پڑی ہے جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوئی ہے تو تُو جانتا ہے کیونکہ تو میرے دل کے رازوں کا واقف بھی ہے اور میں تیرے دل کی کسی بات کونہیں جانتا۔ بیشک تو ہی غیب کا علم رکھنے والا ہے۔''

ان آیات کے ذکر کے بعد اسے کہیں: آپ کو علم ہوگیا کہ جس نے بت کی طرف رجوع کیا اس نے کفر کیا' جس نے صالحین اور بزرگوں کی طرف قصدِ استمداد (ارادۂ طلبِ

مدد) کیا اس نے بھی کفر کیا، اور رُسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ جہاد کیا تھا۔

شُبہہ نمبر۳:

اگر وہ کہے کہ کافر تو اُن بتوں سے مرادیں مانگتے تھے جبکہ میں شہادت دیتا ہوں کہ بلاشبہ نفع دینے اور نقصان پہنچانے والا کارساز صرف اللہ ہی ہے اور اُسی سے ہی مانگتا ہوں، نیک لوگوں کے بس میں تو کچھ نہیں۔ میں اللہ کے ہاں ان کی صرف سفارش کی امید پر ان کا قصد کرتا ہوں۔

جواب:

یہ ہُو بَہُو کفار والا مقولہ ہے، اسے یہ فرمانِ الٰہی سُنائیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰىؕ﴾ (سورۃ الزمر:۳)

''جنھوں نے اللہ کی بجائے اولیاء (اور پیروں) کو پوجنا شروع کیا وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم انھیں اس لیئے پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے مقرّبین بنادیں۔''

اور ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (سورۃ یونس:۱۸)

''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ (بُت، ولی، پیر) اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

یاد رکھیں کہ اُن کے شکوک وشبہات اور اعتراضات میں سے یہی تین شبہات اہم اور بنیادی ہیں۔ اور جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اِن کی وضاحت کردی ہوئی ہے اور آپ اسے صحیح طور پر سمجھ گئے ہیں تو پھر یہ سب سے آسان اُلجھنیں ہیں۔

(آٹھویں فصل)

دُعاء و پُکار کا عبادت ہونا

شُبہ نمبر۴:

اگر وہ کہے کہ میں سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہیں کرتا اور نیک لوگوں کی پناہ لینا اور تنگی و تکلیف میں مشکل کشائی کیلئے اُنہیں پکارنا کوئی عبادت تو نہیں۔

جواب:

اُسے کہیئے: کیا آپ یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ نے آپ پر خالصتاً صرف اپنی عبادت فرض کی ہے اور یہ اس کا آپ پر حق ہے؟ جب وہ کہے ہاں، تو اس سے اپنے اس فرض کی وضاحت طلب کریں جو صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی مخلصانہ عبادت کی شکل میں بندے پر اللہ کا حق ہے؟ اگر وہ عبادت اور اس کی انواع واقسام کو نہ جانتا ہو تو اسے اس طرح سمجھائیں کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً o﴾ (سورة الاعراف:۵۵)

''صرف اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدگی سے پُکارو۔''

اب اس سے پُوچھیں: کیا آپ سمجھ گئے کہ دُعا و پکار اللہ کی عبادت ہے تو وہ لازماً کہے گا: ہاں۔ کیونکہ دعاء تو خالص عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ پھر اُسے کہیں کہ جب آپ نے اقرار کرلیا کہ پکارنا عبادت ہے اور آپ نے شب و روز بیم ورجاء یا خوف واُمید میں اللہ کو پُکارا اور پھر کسی حاجت کے وقت کسی نبی یا غیر نبی کو بھی پُکارا تو کیا آپ نے اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کیا؟ اس کے ہاں کہنے کے سوا اس کے لیئے کوئی چارہ ہی نہیں، تو اسے کہیں: جب آپ نے ارشادِ الٰہی میں وارد اللہ کے حکم پر عمل کیا جسمیں ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o﴾ (سورة الكوثر:۲)

''اللہ کے لیئے نماز پڑھ اور اسی کے نام کی قربانی دے۔''

اور اللہ کی فرمانبرداری کی، اسی کے نام کی قربانی دی، کیا یہ عبادت ہے؟ یقیناً وہ کہے گا: ہاں! پھر اس سے پوچھیں: اگر آپ کسی مخلوق، نبی، جن بُھوت یا ان کے علاوہ کسی کے نام کی قربانی دیں تو کیا آپ نے اللہ کی عبادت میں غیر کو شریک کیا؟ یقیناً وہ اقرار کرے گا۔ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ وہ مشرکین جن کے متعلق قرآن پاک کی آیات نازل ہوئی ہیں، کیا وہ فرشتوں، صالحین اور لات وغیرہ کی عبادت کرتے تھے؟ وہ حتمی طور پر اثبات میں جواب دے گا۔ پھر آپ اچھی طرح واضح کر دیں کہ ان کی عبادت بھی دُعاء وذبح اور التجاء کے سوا کچھ نہ تھی۔ بلکہ وہ یقین رکھتے تھے کہ ہم اللہ ہی کے غلام ہیں، اسی کے قبضۂ قدرت کے ماتحت ہیں اور اللہ ہی کارساز ہے۔ لیکن انہوں نے غیر اللہ کو ان کی قدر و منزلت کے پیشِ نظر سفارش کے لیئے پکارا اور ان سے رفعِ حاجت کی بھیک مانگی۔ ان کا یہ فعل اظہر من الشّمس اور بالکل واضح شرک ہے۔

(نویں فصل)

شرعیہ و شرکیہ شفاعت

شُبہ نمبر ۵:

اگر وہ کہے: کیا آپ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا انکار کرتے اور اس سے بریٔ الذمّہ ہوتے ہیں؟

جواب:

اسے کہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا نہ انکار کرتا ہوں، نہ ہی اس سے بریٔ الذمّہ ہوتا ہوں۔ بلکہ آپ ﷺ شفاعت کرنے والے اور مقبولِ شفاعت ہیں اور میں اُمیدوارِ شفاعت ہوں۔ لیکن تمام تر شفاعت اللہ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ (سورۃ الزمر:۴۴)

''تمام تر شفاعت وشفارش اللہ کے اختیار میں ہے۔''

اوراللہ کے حکم کےبغیر کسی کوسفارش کرنے کی اجازت تک نہیں' جیسے کہ ارشادِ باری ہے:

﴿مَنْ ذَالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَه' اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (سورۃ البقرہ:۲۲۵)

''کون ہے جو اس کے پاس (کسی کی) سفارش کرے؟ جب تک کہ اس کا حکم واجازت نہ ہو۔''

اور جب تک اللہ پاک کسی کے بارے میں شفاعت کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔ شفاعت نہ کی جاسکے گی۔ جیسا کہ ربّ العزّت کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (سورۃ الانبیاء:۲۸)

''اور کسی کے لیۓ شفاعت نہ کرینگے، سوائۓ اس کے جس کی شفاعت پر اللہ کی رضامندی حاصل ہو جائۓ۔''

اوراللہ اہلِ توحید کے سوا کسی دوسرے عقیدہ والے پر رضامند نہ ہوگا، جیسے کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران:۸۵)

''اگر کسی نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین پسند کیا تو اسے اللہ قبول نہیں کریگا۔''

جب تمام تر شفاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے' اس کی اجازت کے بغیر ممکن ہی نہیں اور نہ ہی نبی ﷺ یا کوئی دوسرا کسی کے بارے میں شفاعت کرے گا، یہاں تک کہ انھیں رضائۓ الٰہی کا اشارہ نہ مل جائۓ اور رضائۓ الٰہی اہلِ توحید کے سِوا کسی کو حاصل نہ ہوگی۔ اس طرح جب بات کھل کر سامنے آ گئی کہ تمام تر شفاعت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اُسی سے ہی یوں طلب کریں:

[اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنِيْ شِفَاعَتَهٗ]

''اے اللہ! مجھے نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کر۔''

[اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ]

''اے اللہ! نبی اکرم ﷺ کو میری شفاعت کا اختیار اور میرا شافع بنا۔''

اور ایسی ہی دیگر دعائیں مانگا کریں۔

شُبہہ نمبر٦:

اگر وہ مشرک کہے کہ نبی ﷺ کو شفاعت دی گئی ہے، اور میں اُسی میں سے طلب کرتا ہوں جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

جواب:

اسے کہیں کہ اللہ رب العزّت نے نبی ﷺ کو شفاعت عطا فرمائی مگر آپ کو نبی ﷺ سے طلبِ شفاعت کے اقدام سے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۝﴾ **(سورۃ الجنّ:١٨)**

''اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مت پکارو۔''

جب آپ اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کو آپ کا شافع بنائے تو اُس کے فرمان فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ''اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت پُکارو'' کی بھی اطاعت کریں۔

شفاعت نبی ﷺ کے علاوہ بھی بعض کو دی گئی ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ فرشتے شفاعت کریں گے، اولیاء اللہ شفاعت کرینگے، اور سنِ شعور سے قبل وفات پا جانے والے معصوم بچے بھی شفاعت کریں گے۔ اور کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انھیں شفاعت عطا کی ہے، اور میں اُن سے وہ طلب کرتا ہوں؟

اگر آپ اس طرح کہیں تو آپ نیک لوگوں کی عبادت کے شرک میں ملوّث ہوں

گے، جس کا کتابِ الٰہی میں ذکر ہے۔ اور اگر آپ کا جواب منفی میں ہو تو آپ کا یہ قول:

اَعْطَاهُ اللّٰهُ الشَّفَاعَةَ وَاَنَا اَطْلُبُه' مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ (قولِ مُشرك)

''کہ اللہ نے انھیں حقِ شفاعت میں اختیار دیا ہے اور میں اسی عطاء کردہ حق سے طلب کرتا ہوں۔''

باطل ہو گیا۔ فَهُوَ الْمُرَادُ.

(دسویں فصل)

بزرگوں کو پکارنا

شُبہہ نمبر ۷:

اگر وہ کہے کہ ''میں حاشا وکلاّ کسی کو اللہ کا شریک نہیں بناتا۔ لیکن صالح بزرگوں کو پکارنا اور ان سے التجاءِ رفعِ حاجات تو شرک نہیں ہے۔''

جواب:

اسے کہیں: آپ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو زنا سے بھی بڑھ کر حرام وگناہ قرار دیا ہے اور اللہ یہ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا۔ وہ کا نسا کام ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور جس کو وہ قطعاً نہیں بخشے گا؟ یہ بات مشرک نہیں جانتا۔ لہٰذا اسے کہیں کہ آپ خود کو شرک سے بریٔ کیسے سمجھتے ہیں۔ جبکہ آپ شرک کو جانتے ہی نہیں؟ اللہ نے آپ پر یہ کیسے حرام کیا اور کہا کہ وہ اسے معاف نہیں کرے گا؟ آپ نہ تو اُس کے بارے میں پوچھتے ہیں اور نہ ہی اُسے جانتے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اللہ نے شرک کو حرام تو کر دیا ہے مگر شرک کی وضاحت نہیں کی؟ اگر وہ کہے کہ شرک بتوں کی پوجا کی کرنے کو کہتے ہیں جبکہ ہم بتوں کو نہیں پُوجتے ہیں۔ مشرکینِ مکّہ لکڑیوں اور پتھروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ پیدا کرتے اور رزق دیتے ہیں اور جو انھیں پکارے ان کے کام سنواتے

ہیں؟ قرآنِ پاک ان کے متعلق اس نظریئے کو غلط قرار دیتا ہے۔ اگر وہ کہے کہ وہ لکڑی پتھر یا مزار کا قصد کرتے، انھیں پکارتے، ان کے لیئے قربانی دیتے اور کہتے تھے کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرّب بناتے ہیں، ان کی برکت سے اللہ ہماری مشکلات حل کرتا ہے اور انہی کی برکت سے ہمیں نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اُسے کہیئے کہ آپ نے ٹھیک کہا اور پتھروں، قبروں اورمزاروں وغیرہ پرآپ بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ اگراس نے تسلیم کرلیا کہ یہ امور بتوں کی عبادت میں شامل ہیں تو ان کا یہی اقرار ہمارا مطلوب ہے، اسے یہ کہا جائے کہ آپ کے کہنے کے مطابق بتوں کی پوجا کا نام شرک ہے، کیا آپ کی مراد یہ ہے کہ شرک اسی کے ساتھ مخصوص ہے اور صالحین سے مشکل کشائی کی التجاء کرنا اور انھیں پُکارنا شرک نہیں؟

اس کی تردید تو قرآنِ پاک کی مذکورہ سابقہ دوآیات کرتی ہیں جو فرشتوں، عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر صالح بزرگوں کو پکارنے والوں کے کفر سے متعلق ہیں۔ یقیناً وہ آپ کی بات کو تسلیم کرے گا کہ اگر کسی نے اللہ کی عبادت میں نیک بندوں میں سے کسی کو شریک کیا تو یہی وہ شرک ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ اُس کا یہی اقرار ہمارا اصل مطلوب ہے۔

اس مسئلہ کا بھید کچھ اس طرح ہے کہ جب وہ کہے کہ میں اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تو اس سے استفسار کریں کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا کیا ہے؟ وضاحت فرمائیے۔ اگر وہ کہے کہ شرک بتوں کی عبادت کرنا ہے تو پوچھیں کہ بتوں کی عبادت کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تفصیل سے بتائیے۔ اگر وہ کہے کہ میں ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا تو اس سے اللہ کی عبادت کا معنیٰ اور اس کی وضاحت طلب کریں۔ اگر وہ اسی طرح کہے جس طرح قرآنِ پاک نے بیان کیا ہے تو وہ عین مقصود ہے۔ اور اگر اسے اللہ کی عبادت کا معنیٰ ومطلب معلوم ہی نہیں تو وہ اس چیز کے متعلق دعویٰ کیسے کرتا ہے جسے وہ جانتا ہی نہیں؟

اگر وہ اللہ کے ساتھ شرک اور بتوں کی عبادت کے مفہوم کو واضح کرنے والی آیات کے مخالف کوئی دوسرا مطلب بیان کرے تو دورِ حاضر کے مشرکین بالکل ایسا ہی

کرتے ہیں۔ بلاشبہ صرف ایک اللہ کی عبادت ہی وہ مسئلہ ہے جس کی وجہ سے مشرکین ہم پر طرح طرح کے الزامات عائد کرتے ہیں اور اسی مسئلہ پر ایسے آتش زیر پا ہوتے ہیں جیسے ان کے پیش رو بھائیوں نے چلاّتے ہوئے کہا تھا:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۝﴾ (سورة صٓ:۵)

''کیا اُس نے سب بتوں کی بجائے صرف ایک معبود مقرر کر دیا ہے؟ یہ تو بڑی حیران کُن بات ہے۔''

شُبہہ نمبر۸:

اگر وہ کہے کہ انہیں فرشتوں اور انبیاء کو پکارنے کی بناء پر کافر نہیں کہا گیا بلکہ ان کے کافر قرار دیئے جانے کی وجہ ان کا یہ قول تھا:

اَلْمَلآئِکَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ ''فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔''

اور ہم یہ تو نہیں کہتے کہ پیر عبدالقادر جیلانی یا کوئی دوسرا بزرگ اللہ کا بیٹا ہے۔

جواب:

اسے کہیں کہ بیٹے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا مستقل کفر ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝﴾ (سورة الاخلاص: ۲.۱)

''کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے۔''

اَحَدٌ وہ ہے جس کی کوئی نظیر و مثیل نہ ہو اور صَـمَدٌ وہ ہے جس کی طرف حوائج وضروریات میں قصد کیا جا سکتا ہو۔ جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا، اگرچہ وہ ساری سورت کا انکار نہ کرے۔ کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَه' مِنْ اِلٰهٍ﴾ (المؤمنون: ۹۲)

''اللہ کا نہ تو کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ دوسرا کوئی معبود ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے دونوں اقسام میں فرق کر دیا ہے۔اور دونوں میں سے ہر ایک کو مستقل کفر قرار دیا ہے۔اور ارشادِ ربّانی ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْالَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ م بِغَيْرِ عِلْمٍ۝﴾ (سورة الانعام: ۱۰۱)

''انھوں نے جنّوں کو اللہ کے شریک بنایا حالانکہ اُنھیں اُس نے پیدا کیا ہے اور بغیر علم کے اس کے بیٹے اور بیٹیاں بنالی ہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کے کفر کو الگ الگ کر دیا ہے،اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ جو لوگ ''لات'' کے نیک آدمی ہونے کے باوجود اُسے پکارنے پر کافر ہوئے،انھوں نے اسے اللہ کا بیٹا تو نہیں بنایا تھا۔اور جو لوگ جنّوں کی عبادت کی بناء پر کافر قرار دیئے گئے،انھوں نے بھی ایسا نہیں کیا تھا۔

ایسے ہی مذاہبِ اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے تمام علماء ''مرتد کا حکم'' کے باب میں ذکر کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان جب یہ مان لے کہ اللہ کا کوئی بیٹا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ دونوں اقسام میں فرق بھی کرتے ہیں اور یہ انتہائی واضح امر ہے۔

شبہہ نمبر۹:

اگر وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾

(سورة یونس: ۶۲)

''یعنی اولیاء اللہ پر کسی قسم کا خوف وخطرہ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ غم وفکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔''

جواب:

اسے سمجھائیے کہ یہ تو حقیقت ہے،لیکن انھیں پوجا تو نہیں جائیگا۔ہم اللہ کے ساتھ

ان کی عبادت اور انھیں اللہ کا شریک ٹھہرانے کے سوا تو کسی بات کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان کی محبّت، حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے انکی فرمانبرداری اور ان کی حقیقی کرامات کا اعتراف واجب ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامات کا انکار اہل بدعت وضلالت کے علاوہ کوئی نہیں کرتا۔ اور اللہ کا دین دونوں انتہاؤں (یعنی اولیاء کی محبت میں غلّو اور ان کی عبادت اور اولیاء کے ساتھ جفا اور اُن کی کرامات کے کلّی انکار) کے درمیان ہے، اور ہدایت دونوں گمراہیوں کے وسط میں اور حق دونوں باطلوں کے درمیان ہے۔

(گیارہویں فصل)

مشرکینِ مکّہ اور موجُودہ مُشرِکوں میں فرق

آپ پر یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ موجودہ مشرکین جسے ''عقیدت'' کے نام سے تعبیر کرتے ہیں دراصل یہی وہ شرک ہے جس کے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور اِسی اعتقاد کے لوگوں سے رسولِ کریم ﷺ نے جہاد کیا تھا۔

یہ بھی ذہین نشین کرلیں کہ مکّہ والوں کا شرک موجودہ زمانے کے شرک سے دوطرح سے خفیف تھا۔

اَوّلاً:

پہلے مشرکین صرف خوشحالی وفارغ البالی کے زمانے میں شرک کرتے اور ملائکہ، اولیاء اور بتوں کو اللہ کے ساتھ پکارتے تھے۔ مگر غربت وعُسرت اور تنگی ومصیبت کے وقت وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا۝﴾

(سورة بنی اسرائیل:٦٧)

''اور جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت گھیر لے تو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ سب بھول جاتے ہیں، صرف اللہ ہی رہ جاتا ہے اور جب وہ تمہیں ساحل تک پہنچا دے تو تم منہ پھیر لیتے ہو، اور انسان بڑا ناشکرگزار ہے۔''

ایسے ہی فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ اِنْ اَتَا كُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْاَ تَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَo بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَاتَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَo﴾ (سورۃ الانعام: ۴۰.۴۱)

''کہہ دیجیے کہ یہ تم ہی ذرا بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا کوئی عذاب آ جائے یا تم پر قیامت ٹوٹ پڑے تو کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ بلکہ صرف اُسی کو پکارو گے، اور جس تنگی کے لیئے پکارتے ہو وہ اسے کھول دے گا اگر وہ چاہے اور تم سب شُرکاء کو بُھول جاؤ گے۔''

اسی طرح ہی ارشادِ ربّانی ہے:

﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّه' مُنِيْباً اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَه' نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِo﴾ (الزمر: ۸)

''جب انسان کسی مصیبت کا شکار ہو جائے تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے، جب وہ اپنے انعام ورحمت سے مصیبت ہٹا دے تو وہ پہلے جس کی خاطر بلاتا تھا بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تا کہ اس کی راہ سے گمراہ کر دے۔ کہہ دیں کہ اپنے کفر کی بدولت کچھ دیر فائدہ اٹھا لے۔ آخر تو اہلِ جہنّم میں سے ہوگا۔''

اِسی سے ملتا جلتا فرمانِ ربّانی ہے:

﴿ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُااللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾

(سورۃ لقمان: ۳۲)

''جب سمندر کی موج سائبان کی طرح اُنھیں ڈھانپ لیتی ہے تو اللہ کو بڑے مخلص ہوکر پکارتے ہیں کہ دین وعبادت صرف تیرے ہی لیئے ہیں۔''

جس نے قرآنِ پاک میں اللہ کا بیان کردہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا کہ مشرکین، جن سے رسول اللہ ﷺ نے جہاد فرمایا، وہ زمانۂ خوشحالی میں اللہ اور غیرُ اللہ کو پکارتے تھے لیکن مصائب و بدحالی میں صرف اللّٰہ وحدہ' لاشریک لہ' کو پکارتے اور اپنے پیروں کو بھول جاتے تھے۔ اس پر ہمارے موجودہ دور کے مشرکین اور مشرکینِ مکّہ کے شرک کا فرق روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجائے گا۔ مگر وہ کہاں ہے؟ جس کے دل پر یہ مسئلہ نقش ہوجائے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

ثانیاً:

پہلے زمانہ کے مشرک اللہ کے مقرّبین مثلاً انبیاء و اولیاء اور فرشتوں کو پکارتے تھے یا پھر درختوں اور پتھروں کو پکارتے جو اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں، نہ کہ سرکش و گنہگار۔ اور موجودہ زمانے کے مشرکین اللہ کے ساتھ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو عوام الناس سے بڑھ کر برائیوں میں لت پت ہیں۔ اور جو لوگ انھیں پُکارتے ہیں وہی خود ان کے زنا، چوری اور ترکِ نماز وغیرہ کی حکایات بیان کرتے ہیں۔ دریں حالات وہ مشرک جو کسی نیک وصالح انسان یا گناہ نہ کرنے والی لکڑی و پتھر کا عقیدتمند ہے، اُس مشرک سے بدرجہا بہتر اور کم مجرم ہے جو ایسے لوگوں کو عقیدتمند ہے جن کی سیاہ کاریوں' فسق و فجور اور فساد و بگاڑ کا وہ خود عینی شاہد اور گواہ ہے۔

(بارہویں فصل)

نماز وروزہ اور مشرک وکافر

یہ بات آپ پر عیاں ہوگئی کہ جن لوگوں کے ساتھ رسولِ اکرم ﷺ نے جہاد کیا وہ موجودہ مشرکین سے باعتبارِ عقل برتر اور بلحاظِ شرک کم تر تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ لوگ ہماری سابقہ بات پر ایک اعتراض وشُبہہ کرتے ہیں جو ان کے دیگر تمام شکوک وشُبہات سے بڑا اہم ہے، اسے ہمہ تن گوش ہو کر سنیں:

شُبہہ نمبر۱۰:

یہ کہتے ہیں: ''جن مشرکین وکفار کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے، وہ اللہ کی وحدانیت (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه) کی شہادت نہیں دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے تھے، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے یعنی حیات بعد الممات کا انکار کرتے تھے، قرآن کو جھٹلاتے اور اُسے جادو قرار دیتے تھے۔ جبکہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ہم قرآنِ پاک کے سچا کلامِ الٰہی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، اُخروی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں، نماز ادا کرتے اور روزے رکھتے ہیں۔ پھر آپ ہمیں اُن مشرکین کے ساتھ کس طرح ملاتے ہیں؟

جواب:

تمام علماءِ اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے بعض امور میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور کچھ باتوں میں آپ ﷺ کی تکذیب کی تو وہ کافر ہے، دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح جب کوئی قرآنِ پاک کے کچھ حصّے پر ایمان رکھے اور کچھ اجزا کا انکار کرے جیسے کسی نے توحید کا اقرار اور نماز کے فرض ہونے سے انکار کیا یا کسی نے توحید اور نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار کیا یا ان سب کا اقرار اور روزے کی فرضیت کا انکار کیا۔ یا

کسی نے ان تمام کا تو اقرار کیا مگر فریضہٴ حج کا انکار کردیا۔اور جب نبی ﷺ کے زمانہ میں کچھ لوگ حج کرنے پر تیار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَo﴾ (سورة آل عمران:۹۷)

''ان لوگوں پر جو زادِ راہ (خرچ) رکھتے ہوں صرف اللہ کے لیئے بیت اللہ کا حج فرض ہے اور جس نے کفر کیا اللہ (اُسی سے کیا) ساری دنیا سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔''

اور جس نے ان سب فرائض کا اقرار کرلیا لیکن حیاتِ اُخروی کا انکار کردیا، اس کے کافر ہونے اور اس کی جان و مال مسلمانوں کے لیئے بطورِ غنیمت حلال ہونے پر بھی علماء اُمت کا اتفاق ہے۔جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُوْلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيْلاًoاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَاباً مُّهِيْنَاo﴾ (سورة النسآء: ۱۵۰ . ۱۵۱)

''جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے اور اس کے بین بین کوئی راہ نکالیں۔یقین مانو کہ یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں اور کافروں کے لیئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کررکھی ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن پاک میں صراحت فرما چکا ہے کہ جو شخص بعض امور پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے وہ حقیقی معنوں میں پکّا کافر اور مذکورہ عذاب کا مستحق ہے تو ان مشرکین کا اعتراض اور شبہ زائل ہو گیا۔ اور یہی وہ شبہ ہے جسے الاحساء[۴۲] کے ایک آدمی نے اپنی کتاب میں اُٹھایا ہے اور کتاب ہمیں بھیجی ہے۔

❁ اُسے کہا جائے کہ آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ جس نے رسول کریم ﷺ کی تمام باتوں میں تصدیق کی اور فریضۂ نماز کا انکار کیا اس کے کافر ہونے اور اس کی جان و مال حلال ہونے پر اجماع ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جس نے تمام امور کا اقرار کیا مگر اُخروی زندگی کا انکار کیا، اسی طرح وہ شخص جس نے رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت کا انکار کیا اور دیگر تمام باتوں کی تصدیق کی، اس کے متعلق کسی بھی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور اس کے بارے میں تو خود قرآن ناطق ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔

یہ ایک طے شدہ اور لازوال حقیقت ہے کہ توحید ہی وہ عظیم فریضہ ہے جس کو لے کر نبی ﷺ تشریف لائے اور یہ فریضہ؛ نماز؛ زکوٰۃ روزہ اور حج سب سے بڑا ہے۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان امور میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والا تو کافر ہو جائے اگرچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دیگر تمام احکام پر عمل پیرا ہو؟ اور جب تمام انبیاء و رُسل کے دین ''توحید'' کا انکار کرے تو کافر نہ ہو۔ سُبحان اللہ! یہ کس قدر تعجب انگیز و حیرت خیز جہالت ہے۔

❁ اُسے یہ بھی کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بنی حنیفہ کے ساتھ جہاد کیا حالانکہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ اسلام لا چکے تھے، وہ شہادت دیتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ آذانیں دیتے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔

---

[۴۲] سعودی عرب کے المنطقہ الشرقیہ کا ایک علاقہ جسکا سب سے بڑا شہر الہفوف ہے، جہاں تاریخی مسجد جواثی بھی ہے۔ (مترجم)

اگر وہ کہے کہ بنی حنیفہ مسیلمہ کذّاب کو نبی سمجھتے تھے تو کہیئے کہ یہی بات تو ہمیں مطلوب ہے۔ جب کوئی شخص کسی کو نبی ﷺ کا مقام ومرتبہ دے تو وہ کافر ہوگا' اس کا خون ومال حلال ہوگیا' اسے اقرارِتوحید ورسالت اور نماز کوئی فائدہ نہ دے سکے تو اُس شخص کا کیاانجام ہوگا؟ جس نے (شمسان) شمس وقمر' یوسف' کسی صحابی یا کسی نبی کو جبّارِارض وسماء کے مقام تک پہنچا دیا۔ سُبْحَانَه' مَا اَعْظَمَ شَانُهٗ

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝﴾

(سورة الروم: ۵۹)

''اسی طرح اللہ اُن کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے جو کہ نہیں جانتے۔''

اُسے کہا جائے کہ وہ لوگ جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ سے جلایا تھا، وہ سب اسلام کا دعویٰ کرتے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب ورفقاء میں سے تھے، انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم سیکھا تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوسف اور شمس وقمر جیسی بدعقیدگی کا شکار ہوگئے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی تکفیر اور ان کے ساتھ جہاد کرنے پر کیسے جمع ہوگئے؟ کیا آپ اس ظنِ باطل اور خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے تھے؟ یا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ تاج وغیرہ کی عقیدت بےضرر اور حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عقیدت کفر ہے؟

اُسے یہ بھی کہا جائے کہ بنوعبید القداح جو خلفاء بنی عباس کے دَور میں مغرب اور مصر کے حکمران تھے، وہ سب شہادت دیتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اسلام کے مدّعی تھے اور جمعہ وپنجگانہ نماز ادا کرتے تھے۔ مگر جب انھوں نے شرعی امور میں مخالفت ظاہر کی جو ہماری موجودہ غیرشرعی حرکات سے کہیں خفیف اور کم تر تھی تو علماء وقت ان کے کفر' اُن کے خلاف جہاد' ان کے ملک کو ''بلادِحرب'' قرار دینے پر متفق ہوگئے اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کرکے اسلامی ممالک اُن کے چنگل سے آزاد کرالیئے۔

❁ اُس سے پوچھیں: جب پہلے لوگ شرک، تکذیبِ رسول ﷺ، تکذیبِ قرآن اور انکارِ بعث (مرنے کے بعد قبروں سے دوبارہ اٹھایا جانا) وغیرہ کی بناء پر کافر قرار نہیں دیئے گئے تو پھر ''**باب حکم المرتد**'' چہ معنی دارد؟ جسے سب مذاہب کے تمام علماء نے ذکر کیا ہے، اور مرتد وہ ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کرے۔ علماء کرام نے بہت سے امور بیان کیئے ہیں، جن کا ارتکاب مسلمان کو کافر اور اس کا مال وجان حلال کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے بظاہر معمولی امور تک کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً دل کی موافقت کے بغیر صرف زبان سے کلمۂ کفر کہنا یا ہنستے ہنساتے برسبیلِ مذاق ایسا کلمہ ادا کرنا۔

❁ اور اُس سے یہ بھی پوچھیں کہ وہ لوگ جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ﴾ (سورة التوبه:۷۴)

''اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا، حالانکہ انھوں نے کلمۂ کفر کہا، اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔''

کیا آپ نے نہیں سُنا کہ اللہ پاک نے انھیں ایک کلمہ کی بناء پر کافر کہہ دیا ہے، حالانکہ وہ عہدِ رسالت میں تھے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، نمازیں پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، حج کرتے اور اللہ کی وحدانیّت پر یقین رکھتے تھے۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے بارے میں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ o لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ (سورة التوبه:٦٥.٦٦)

''ان سے پوچھیں کہ تم اللہ، اُس کی نشانیوں اور اُس کے رسولوں کے ساتھ مذاق واستہزا کرتے ہو؟ عذر مت کرو۔ تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے ہو۔''

اُن لوگوں کے متعلق رب العزّت نے صراحت فرمادی کہ وہ ایماندار ہونے کے بعد کافر ہوگئے تھے۔ حالانکہ وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے کلمۂ کفر ادا کیا اور کہا کہ ہم نے تو یہ صرف بطورِ مذاق کہا تھا۔

شُبہہ نمبر ۱۱:

اب اُن کے اِس شبہ پر غور فرمائیں: کہتے ہیں کہ تم لوگ ایسے مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہو جو **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی شہادت دیتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔

جواب:

اس کے جواب کو بغور سنیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ یہ اِن صفحات کا نہایت اہم اور انتہائی مفید حصّہ ہے۔

کلمۂ کفر سے کافر ہونے کی دلیل کتاب اللہ کا وہ واقعہ بھی ہے، جو بنی اسرائیل کے اسلام' علم اور نیکی کے باوجود اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے حضرت موسیٰ عَلیٰ نبیّنا وَعَلَیه التّحیة والسّلام کو کہا:

﴿اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهاً كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ **(سورۃ الاعراف:۱۳۸)**

''اُن کے دیوتاؤں کی طرح ہمارے لیۓ بھی کوئی مجسّم دیوتا (معبود) مقرر کردیں۔''

اور بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نبی ﷺ کو یہ کہنا:

((اِجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ)) **(مسند احمد ۲۱۸/۵)**

''(مشرکین جس طرح ایک درخت پر اپنا اسلحہ لٹکاتے اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں) ایسے ہی ہمارے لیۓ بھی کوئی درخت ''ذاتِ انواط'' (اسلحہ لٹکانے اور برکت حاصل کرنے کے لیۓ) منتخب فرمادیں۔''

اللہ کے نبی ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا بنی اسرائیل کے قول ﴿اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهاً﴾ کی طرح ہی ہے۔

(تیرہویں فصل)

لاعلمی میں شرک اور توبہ

شبہ نمبر۱۲:

مشرکین یہ قصّہ سابقہ سُن کر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کافر تو نہ ہوئے، اسی طرح جن صحابہ رضی اللہ عنھم نے اِجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ کہا وہ بھی کافر نہ ہوئے۔

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنی اُس ہنگامی سی خواہش کو عملی جامہ نہ پہنایا اور اسی طرح ہی نبی ﷺ سے ذَاتَ اَنْوَاطٍ کا مطالبہ کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی عملی اقدام نہ کیا۔ ورنہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر بنی اسرائیل عملاً کر گزرتے تو کافر ہو جاتے۔ اسی طرح ہی اس پر بھی اتفاق ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا تھا اگر وہ اطاعت نہ کرتے اور آپ ﷺ کی ممانعت کے باوجود ذَاتَ اَنْوَاطٍ کو اختیار کر لیتے تو یقیناً کافر ہو جاتے۔ اور یہی ہمارا مطلب ومقصد ہے۔ یہ قصہ اپنے دامن میں بہت سے اسباق اور فوائد سموئے ہوئے ہے مثلاً:

☆ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پڑھا لکھا عالم بھی شرک کی کسی ایسی قسم میں مبتلاء وملوّث ہوسکتا ہے جسے وہ جانتا نہ ہو۔

☆ یہ قصّہ حصولِ علم کی ضرورت اور اقسامِ شرک سے حزم واحتیاط برتنے کا سبق دیتا ہے۔

☆ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جاہل کا کہنا (اَلتَّوحِیدُ فَهِمنَاهُ۔) ''توحید کو ہم نے سمجھ لیا ہے۔'' بہت بڑی جہالت اور ایک شیطانی دھوکہ ہے۔

☆ یہ قصّہ بتاتا ہے کہ مجتہد مسلمان اگر لاعلمی میں کوئی موجبِ کُفر بات کہہ دے اور اس پر متنبّہ ہوتے ہی فوراً تائب ہو جائے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

☆ اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اگر چہ وہ کافر نہیں ہوگا۔اس کے باوجود اسے شدید ترین تنبیہہ کی جائے گی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کی۔

شُبہہ نمبر۱۳:

مشرکین کے پاس ایک اور اعتراض یا شبہہ واشکال ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اُس آدمی کے قتل کرنے سے منع فرمایا جو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کا اقرار کرے اور انھیں فرمایا تھا:

((أَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) (حدیث)

''تو نے اُسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ دینے کے باوجود قتل کر دیا؟''

اسی طرح فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) ۵

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے ساتھ جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے لگیں۔''

وہ اسی طرح کی دوسری احادیث بھی پیش کر سکتے ہیں جو کلمۂ توحید کہنے والے سے دست کش و باز رہنے کے بارے میں ہیں۔اور ان جاہلوں کا خیال ہے کہ یہ کلمہ کہنے والا کافر نہیں ہوتا نہ ہی اسے قتل کیا جائے گا وہ چاہے کچھ بھی کر گزرے۔

---

۵ بخاری ومسلم وغیرہ، صحیح الجامع ۱/۲۹۲

جواب:

ان جاہل مشرکین سے کہا جائے گا اور یہ ہے بھی ایک مصدّقہ حقیقت کہ رسولُ اللہ ﷺ نے یہود کے ساتھ جہاد کیا حالانکہ وہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہتے تھے۔ اور اصحابِ رسول ﷺ نے بنوحنیفہ سے جہاد کیا حالانکہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا بھی اقرار کرتے تھے، نمازیں پڑھتے اور اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور اسی طرح ہی وہ لوگ بھی ہیں جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ سے جلایا تھا۔ اور یہ گنوار مشرکین اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ جس نے قبروں سے اٹھائے جانے (بعث بعدالموت) کا انکار کیا وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ اگرچہ وہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ بھی کیوں نہ کہتا ہو اور جس نے ارکانِ اسلام میں سے کسی رکن کا انکار کیا وہ بھی کافر اور واجب القتل ہے، چاہے وہ زبان سے کلمۂ توحید بھی پڑھتا ہو۔

دریں صورت یہ کس طرح ممکن ہے کہ ارکانِ اسلام میں سے کسی ایک جزء کا انکار کرنے پر تو اسے کلمۂ توحید فائدہ نہ دے سکے مگر دینِ رُسل کے طرّۂ امتیاز اور بنیاد ''توحید'' کے انکار کے باوجود ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' اس کے لیۓ باعثِ امن ونجات بنا رہے۔ درحقیقت اللہ کے دشمنوں نے ان احادیث کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔

حدیثِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر اسلام کا دعویٰ کرنے والے آدمی کو یہ سمجھتے ہوئے قتل کر دیا کہ یہ صرف جان ومال کے خوف سے اسلام کا لبادہ اوڑھ رہا ہے۔

کوئی آدمی جب اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دے تو اس کے قتل سے دست کش ہوجانا واجب ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اس قول اور فعل کا تضاد عیاں نہ ہوجائے۔ اس کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَآ اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآاِذَاضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾

اَیْ فَتَثَبَّتُوْا (سورة النسآء:۹۴)

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں شمشیر زنی کروتو (جلد بازی سے کام نہ لو بلکہ) حقیقت کی جستجو کرلو۔'' (یعنی ثبوت حاصل کرلو)

یہ آیت قتل سے دست کش ہونے اور حقیقت کی جستجو کر لینے پر دلالت کرتی ہے، اور جب اس دست کشی کے بعد بھی اُس شخص سے خلافِ اسلام کام سرزد ہوتو فَتَبَيَّنُوْا میں وارد اللہ کے ارشاد کی رو سے اُسے قتل کیا جائے گا۔ اور اگر ایک مرتبہ کلمۂ توحید کہہ دینے کے بعد اسے قتل نہیں کیا جاسکتا تو پھر تَثَبَّت کا تو کوئی مطلب ہی نہ ہوا۔

ایسے ہی دوسری حدیث اور اِس جیسی دیگر مثالیں ہیں جن کا معنیٰ یہی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ جب وہ توحید اور اسلام کا اظہار کر دے تو اس کے قتل سے رُک جانا واجب ہے، جب تک کہ اُس سے کوئی ایسا کام رو پذیر نہ ہو جو اس کے دعویٰ کے مخالف ہو۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنھوں نے ((أَقَتَلْتَه' بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) کہا اور جن کا فرمان ہے: ((أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) انہی کا خارجیوں کے بارے میں ارشاد ہے:

((اَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَا قْتُلُوْ هُمْ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَ قْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)) ٦

''جہاں بھی تمہارا اُن سے سامنا ہو، انھیں قتل کر دو۔ اگر وہ مجھے مل جائیں تو میں انھیں عادیوں کی طرح قتل کر دوں۔''

حالانکہ خارجی عبادت کرنے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے اور تسبیح پڑھنے میں عام لوگوں سے بڑھ کر تھے، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو کمتر اور معمولی سمجھتے تھے۔ خوارج نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہی علم بھی سیکھا تھا مگر جب ان سے شریعت کی مخالفت ظاہر ہوئی تو انھیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔

٦ بخاری: کتاب الانبیاء: ٦١، مسلم: کتاب الزکوۃ: ۱۴۳۔۱۴۶

یہی حال یہود اور بنو حنیفہ سے جہاد کرنے کا ہے۔

اسی طرح جب نبی ﷺ کو ایک شخص نے خبر دی کہ بنو مصطلق نے زکوٰۃ روک لی ہے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ فرمالیا، اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾

(سورة الحجرات:٦)

''اے ایمان والو! اگر کوئی منافق آپ کو خبر دے تو پہلے اس کی اچھی طرح تصدیق کرلو۔''

اور واقعی وہ خبر دینے والا آدمی تحقیق کرنے کے بعد جھوٹا ثابت ہوا تھا۔ یہ تمام واقعات اس بات پر دلالت کُناں ہیں کہ جن احادیث سے اِن مشرکین نے اپنے لیئے اوچھے سہارے تراشے ہیں، اُن سے نبی ﷺ کی مراد یہ تھی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

(پندرہویں فصل)

استغاثہ کی حقیقت

شُبہہ نمبر۱۴:

مشرکین کے ہاں ایک اور اعتراض واشکال یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

''نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ یعنی مدد طلب کریں گے، پھر حضرت نوح علیہ السلام سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور بالآخر رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں گے۔''